اجزای کارخانہ سے ہر قسم کی کتابیں بنرخ تاجرانہ بکفایت جلد ویلیو پی ایبل روانہ ہوتی ہیں المشتہر محمد عبد القیوم تاجر کتب کلکتہ قریب مدرسہ عالیہ نمبر ۱۶

سب آدمی تلفظ میں یکسان نہیں ہیں وبا اینہمہ کسی زمانے میں یہ امر باعث آپس کی بحث گیری باہمی فساد و شور وغوغا کا نہیں ہوا
جیساکہ اِس زمانے میں ہو رہا ہے المہم اختلف غلط پڑھنے والیکو بتادینا آیا ہے کہ صحیح پڑھے نہ یہ کہ اُسے دشمن سمجھ لیا جاوے
اور اُسپر بھی لازم ہے کہ بتانیوالے کا احسان مانے اور وہ نہو جسطرح وہ بتادے اُسکے سیکھنے میں کوشش کرے
اپنی غلطی پر اڑا نہ رہے اگر باوجود کوشش کے بھی صحیح نہ پڑھ سکے تب معاف ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اگر بدیتعلیم
کوشش نہ چھوڑے حق سبحانہ کا یہ کرم کسی بندہ پر اُس کی طاقت زیادہ بار نہیں ڈالتا بھول چوک نہیں پکڑتا
ایک حرف کے عوض دس حصہ ثواب عطا فرماتا ہے جس کے منہ سے صحیح حرف آسانی سے نہ نکل سکے اور وہ بار
بار اوسکے پڑھنے میں کوشش کر کر مشقت اُٹھا دے تو اُسکو دوہرا اجر ملتا ہے اور جسکو جہان سے آسان معلوم ہو
وہیں سے پڑھے اور جتنا پڑھ سکے اُتنا ہی پڑھے کسی خاص حصے اور مقدار کا تقید نہ فرمایا۔ حدث یعنی بے وضو
شخص کے لیے بھی قراءۃ مباح فرمادی اور جناب نبوی کی یہ شفقت کہ قراءۃ کی آسانی چاہنے میں بار بار سوال حضرت
فرماتے تھے یہانتک کہ درگاہ الٰہی سے سبعۃ احرف تک کی اجازت آگئی جیساکہ احادیث آیندہ سے واضح ہوگا پھر
ایسی عنایات پر نظر نکرکے آپس میں جھگڑنا سخت ناشکری اور احسان فراموشی ہے خدا اور رسول کی جناب سے مروی
ہے کہ ایکدن باہر نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم لوگ چند آدمی جنمیں عربی وعجمی دونوں قسم کے لوگ موجود تھے
قراءۃ قرآن میں بایکدیگر مشغول تھے سو فرمایا کہ پڑھے جاؤ تم سب اچھا پڑھتے ہو پھر عنقریب ایسے لوگ آوینگے
کہ اُسکو سیدھا کرینگے جیسے تیر کو سیدھا کرتے ہیں یعنی نہایت سنوار کے پڑھینگے اور بہت مبالغہ تیار کرینگے عمل قراءۃ
میں وہ لوگ دنیا ہی میں اُسکا فائدہ لے لینگے آخرت کیواسطے کچھ نہ رکھینگے یعنی ریا اور نمود کیواسطے پڑھینگے تو اُنکو
آخرت میں وہ پڑھنا کچھ کام نہ آویگا۔ رواہ ابو داؤد والبیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوٰۃ۔ اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ اصل اس مقام میں قلبیت اور نیت صالح ہے ظاہری سنوار و بگاڑ کا عنداللہ کچھ اعتبار نہیں یہی وجہ
ہے کہ بعض بزرگان دین جیسے امام رازیؒ و امام غزالیؒ وغیرہما تمیز مخارج میں زیادہ زور لگانا ضرور نہیں جانتے
اور اسی قبیل سے ہے تجویز فرمانا امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ کا قراءت فارسیہ کو واسطے غیر معذور کے قراءۃ
عربیہ سے کہ قراءۃ عربیہ کے الفاظ کی فصاحت و بلاغت و حسن نظم کی طرف ذہن متوجہ ہوکر اصل مقصود سے
جو حضور مع اللہ اور تدبر و تفکر فی المعانی ہے غفلت آجاویگی چنانچہ اسوجہ کی نور الانوار میں تصریح موجود ہے
حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیم کو دیکھا کہ نماز میں سورہ فرقان میری قراءۃ کے خلاف پڑھ
رہا ہے مجھسے رہا نگیا چاہا کہ وہیں پکڑ لوں مگر نماز کے لحاظ سے تھم گیا بعد نماز نہایت درشتی سے اُسے کھینچتا ہوا حضرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدٰنا لہٰذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدٰنا اللہ۔ اما بعد یہ ایک بیان ہی مسمّٰی بالارشاد فی مسئلۃ الضاد جو اِن استفتا مع الجواب کے اور قول فیصل اور محاکمہ ہی اُس نزاع وفساد کا جو مدت دراز سے اِس ملک کے خواص وعوام مین قرارۃ ضاد کے مقدمے مین چلا آتا ہی کہ بعضے اُسکو مشابہ ظا کے پڑھتے ہین یعنی اکثر عوام مانند الف لام کے اور بعض خواص مانند دال پُر کے پڑھتے ہین اور کوئی دال کے ساتھ زا دبھی ملا لیتے ہین یعنی دو او پڑھتے ہین اور خراسان اہل غزنین وغیرہ کے افغانون سے ضاد سنا گیا ہی یعنی وہ لوگ غین اپنی طرف سے بڑھا دیتے ہین اور خود اس فقیر کا اپنے کانون کا سنا واقعہ ہی کہ تمام کنار علاقہ افغانستان مین بڑے حاجی صاحب مرحوم کے وقت مین جو مشہور بزرگ اور معاصر اخوند صاحب سوات علیہ الرحمۃ کے تھے ایک امام ضعیف العمر کو دیکھا کہ ولاالضالین کو ولغدو الین پڑھتا تھا الغرض اسیطرح کوئی کچھ پڑھتا ہی اور کوئی کچھ اور ہر فریق اپنی قرارۃ کو صحیح بتاتا ہی اور دوسرون کی قرارۃ کو غلط ٹھہراتا ہی اور یہ اختلاف باہم موجب طعن وتشنیع وسب وشتم کا ہو رہا ہی بلکہ کہین کہین مارپیٹ بھی ہو جاتی ہی انا للہ وانا الیہ راجعون ودر اصل کوئی فریق انمین خالی افراط و تفریط سے نہین کاش سب اپنی نفسانیت وتعصب سے جُدا ہو کر اس قضیہ کا فیصلہ تصانیف سلف صالحین وروایات وتاویل ائمہ دین پر چھوڑ دیتے پھر بعد تحقیق وتتبع اور ظاہر ہونے امر حق کے ہمہ تن اُسکے پابند ہو لیتے تاکہ اس ناحق جنگ وجدال اختلاف فی القرآن مین جو باعث ہلاک بدی ونقصان دینی ودنیوی ہی نہ پڑتے صحیح یا غلط پڑھنا تو ایک طرف ایسیر باہم سب وشتم اور لڑائی وفساد بلا پر بلا اور ستم پر ستم ہی الغیاث الغیاث احادیث مین ایسے اختلاف سے سخت نہی آئی ہی اختلاف فی القرارۃ زمانہ نبوی وصحابہ سے برابر چلا ہی آتا ہی کیونکہ افراد بشر کو حق تعالیٰ نے مختلف المراتب بنایا ہی

استفتا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فضلائے محققین اس مسئلے میں کہ آجکل کے اکثر حافظ و غیر حافظ عرب و عجم کے لفظ ضالین کو بھی والین
دال مہملہ خالص یا پُر سے پڑھتے ہیں اور کتنے واو کی ملونی سے دوالین پڑھتے ہیں اور اسیطرح جہاں حرف ضاد آتا ہے اُسکو ایسا ہی
پڑھتے ہیں اور سند پکڑتے ہیں رواج عام اور کثرت کی کہ بہت ملکوں میں پشت در پشت یہی طریق چلا آتا ہے اپنے استادوں پیشواؤں سے
اسیطرح سنتے آئے ہیں اور کتنے لوگ ظالین پڑھتے ہیں ظا معجمہ سے اور اسیطرح جہاں حرف ضاد آتا ہے اسکو ظا سے تبدیل
کرتے ہیں اُنکی سند یہ ہے کہ ضاد کا کما ینبغی ادا کرنا بہت دشوار ہے بوجہ سخت مشابہت کے ساتھ ظا کے جیسا کہ ائمہ قراءۃ وغیرہم کا
اسپر اتفاق ہے اور فقہا بھی اکثر احوال میں اجازت دیتے ہیں تبدیل ضاد بالظا کی چنانچہ فلان فلان کتاب میں یہ حکم موجود ہے اب
اہل زمانہ کا حال تو اظہر من الشمس ہے کہ دین کے کاموں میں سراسر حیلہ جو اور پست ہمت ہو رہے ہیں ایسوں کو اشارہ سا ملجانا امر
کا کہ ضاد کے عوض ظا پڑھ لینا بھی درست ہے بس ہے اور نہ پوچھینگے کہ کس کے لیے اور کس حال میں یہ حکم ہے سب اُسی کروٹ
پر الٹ پھیر کینگے بلکہ دیکھا بھی جا رہا ہے کہ جا بجا بے تکلف ظالین پڑھنے کا چرچا عموماً جاری ہے بچوں کو ابتدائی تعلیم میں
یہی سکھایا جاتا ہے رعایت تجوید و تمیز مخارج کو بالکلیہ لوگوں نے چھوڑ رکھا ہے سو گذارش ہے کہ ان دونوں سندوں سے
کونسی سند معتبر ہے۔ رواج عام کی یا حوالہ کتب کی اور فقہا نے جو اجازت دی ہے تو وہ کیسی اجازت ہے علی الاطلاق یا
مقید کسی قید اور مشروط کسی شرط کے ساتھ ہے اور نیز نماز کس فریق کی قراءۃ سے صحیح و کسکی قراءۃ سے فاسد ہوگی بینوا توجروا

الجواب

اول دربارہ سند الاعتصام سند کثرت اور رواج عام کی کسی امر میں امورات دینیہ میں بے اصل محض اور لغو ہے ہرچند زمانہ دراز
سے کوئی امر مروج چلا آتا ہو لیکن کتب شرع سے اسکی اصل ملتی ہو تو اسکا کچھ اعتبار نہیں بلکہ وہی معتبر ہے جسکا ثبوت صراحۃً یا
اشارۃً کتاب و سنت یا دیگر کتب معتبرہ شرع سے نکلتا ہو اور رواج بھی وہی رواج قابل اعتبار ہے جو زمانہ نبوی صلعم یا صحابہ
یا تابعین یا تبع تابعین میں پایا گیا ہو فریقین کو چاہیے کہ مطابق ہدایت مسطورۂ بالا کے تعصب و عناد سے یکسو ہو کر
ہمہ تن اسطرف متوجہ ہو کر غور سے سنیں اور انصاف سے دیکھیں کہ کتب شرع سے اسکا کیا فیصلہ ظاہر ہوتا ہے یہ فقیر بلا لحاظ
دوباسداری احد الطرفین صاف صاف حق کو بیان کر دیگا انشاء اللہ تعالیٰ وما علینا الا البلاغ بمختصر و خلاصہ بیان
آئندہ کا یہ ہے کہ حتی المقدور کوشش کرنا تصحیح حروف و تمیز مخارج میں سب پر فرض ہے بلا عذر باوجود قدرت صحیح ادا کرنے
کے عمداً جو شخص مثلاً ضاد کو ظا یا دال پڑھے گا وہ بیشک گمراہ ہے اور نماز اُس کی فاسد اور بعض روایات میں اُسپر
کفر کا حکم آتا ہے مخرج ہر ہر حرف کا جداگانہ ہے پس اسیطرح ضاد اور ظا اور دال ان تینوں کا بھی اپنا اپنا مخرج خاص ہے۔

پاس لیچلا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ جسطرح آپنے مجھے پڑھایا ہے اُسکا الٹا یہ پڑھتا ہے فرمایا کہ چھوڑ دے اُسکو پھر اُسکو فرمایا کہ پڑھ اُسنے اُسی طرح پڑھا جیسا کہ میرے سامنے پڑھا تھا فرمایا کہ ایسا ہی نازل ہوا ہے پھر مجھے فرمایا کہ تو بھی پڑھ میں نے جیسا کہ مجھکو آتا تھا پڑھا فرمایا کہ ایسا ہی نازل ہوا ہے بیشک یہ قرآن اوترا ہے سات حرفوں پر سو پڑھو جسکو جسطرح آسان معلوم ہو متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ ابن مسعودؓ بھی اسطرح ایک شخص کو غلط خوان سمجھکر حضور میں پکڑ لائے تھے آپ بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ تم دونوں اچھا پڑھتے ہو بس تم لوگ آپس میں جھگڑا نہ کیا کرو البتہ تم سے اگلے لوگوں یعنی یہود و نصاریٰ نے ایسے ایسے جھگڑے کیے تو ہلاک ہو گئے رواہ البخاری کذا فی المشکوٰۃ - اُبی بن کعبؓ بھی ایک مرتبہ دو شخصوں کو جنکی قرائتیں نہ آپسمیں ملتی تھیں اور نہ انکی قراءۃ سے موافقت رکھتی تھیں پکڑ لے گئے حضرتؐ نے اُن دونوں کی قراءت سنکر فرمایا کہ اچھا پڑھتے ہیں ابی کہتے ہیں کہ میرے دل میں کچھ وسواس سا پڑ گیا حضرتؐ نے نور باطن سے میرا حال پا لیا اور دست مبارک میرے سینے میں مارا کہ یکایک مجھے پسینہ آگیا اور وہ وسواس یکبارگی دل سے جاتا رہا پھر فرمایا کہ اے ابیؓ مجھے حکم ہوا کہ قرآن کو ایک لغت میں پڑھوں تو میں نے سوال کیا کہ میری امت پر تخفیف ہو تو دو لغت میں پڑھنے کا حکم پہونچا پھر میں نے وہی سوال کیا تو سات لغت میں پڑھنے کی اجازت ملگئی - الحدیث رواہ الترمذی واحمد و ابو داؤد والنسائی کذا فی المشکوٰۃ - اور انہی سے مروی ہے کہ ملاقی ہوئے جبرئیلؑ آنحضرتؐ سے پس فرمایا آپنے کہ اے جبرئیل میں بھیجا گیا ہوں طرف اُمی امت کے جنمیں بڈھیاں اور بڈھے اور غلام اور لونڈیاں اور ایسے لوگ ہیں جو کبھی نہ خواندہ ہیں تو کہا جبرئیل نے کہ یا محمدؐ بیشک قرآن اوتارا گیا ہے سات حرفوں پر رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پڑھایا مجھکو جبرئیلؑ نے قرآن ایک حرف میں پھر بار بار زیادتی کا سوال کرتا گیا میں اور وہ زیادہ کرتے گئے یہانتک کہ سات حرف تک پہونچے - کہا ابن شہاب نے جو راویوں میں سے اس حدیث کے ہیں کہ مجھے یوں پہونچا ہے کہ ان سبعۃ احرف کی گنجایش میں ہوگی کہ جہاں حرام ہو حرام اور حلال حلال رہے یعنی اختلاف لفظ کے سبب سے معنی متغیر فاحش نہو جاویں بلکہ اصل مطلب سبکا ایک ہو متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ

ع مشفقم جناب مولوی عزیز الرحمن صاحب مفتی مدرسہ نے بھی نہایت دلنشین اور محققانہ جواب ارسال فرماکر ممنون فرمایا اگر گنجایش مقام ہوتی تو التماس کی نقل بھی درج ہوتی

ن علیا رضی اللہ عنہ سئل عن قولہ تعالی ورتل القرآن ترتیلا فقال الترتیل تجوید الحروف ومعرفۃ الوقوف فاذا کان التجوید فرضا یکون
اللحن فیہ حراما لان القرآن انما کان معجزا بفصاحتہ لفظا وبلاغتہ معناہ فقراءتہ بالتجوید قراءتہ بالفصاحۃ واذا لم یقرء بالفصاحۃ
یلحن لحنا والمراد باللحن ہہنا الخطاء والمیل عن الصواب وہو جلی وخفی اما الجلی فہو خطاء یطرأ الالفاظ ویخل بالمعنی فی بعض المواضع
فیفسد الصلوۃ وقد یکون بنقص حرف وزیادتہ وابدالہ الی حرف آخر واما الخفی فہو خلل یطرأ الالفاظ لکن لا یخل بالمعنی ولا یفسد الصلوۃ
بل یخل بالفصاحۃ ویورث القباحۃ ولذا حرم فی القرآن کما ذکر فی البزازیۃ ان اللحن فیہ حرام بلا خلاف اذ قال اللہ تعالی قرآنا
عربیا غیر ذی عوج وہو انما یکون بتکریر الراءات وتطنین النونات وتغلیظ اللامات وتشقیق الغنۃ وغیر ذلک من ترک الادغام فی
محل الادغام وترک الاخفاء فی محل الاخفاء وترک الاظہار فی محل الاظہار وترک الاقلاب فی محل الاقلاب وترک التفخیم فی محل التفخیم وترک الترقیق
فی محل الترقیق فان فی ذلک کلہ وان لم یخل بالمعنی بل ما یخل باللفظ لفساد رونقہ وذہاب حسنہ لکن یخل بالفصاحۃ ولا قائل
من اہل الایمان بعدم فصاحۃ القرآن ولذلک حرمت ہذہ التغیرات کلہا فی الصلوۃ وغیرہا بیان ذلک ان القرآن انما انزل
بافصح اللغات التی ہی لغۃ العرب العرباء وہی لغۃ قریش وہذیل وہوازن وثقیف وطی وبنی تمیم فلا بد ان یراعی فی قرأتہ اعدل
لتقوم من اخراج الحروف من مخارجہا ومحافظۃ صفاتہا فالقاری اذا لم یراع ذلک کانہ قرأ القرآن بغیر لغۃ العربیۃ وان کان قاریا
صورۃ لکنہ لیس بقاری حقیقۃ بل ہو ہاذی ولہذا قال الامام ابن الجزری فی کتابہ المسمی بالنشر لا شک ان الامۃ کما ہم
متعبدون بفہم معانی القرآن کذلک ہم متعبدون بتصحیح الفاظہ واقامۃ حروفہ علی الصفۃ المتلقاۃ من ائمۃ القراءۃ المتصلۃ بالحضرۃ النبویۃ
الافصحیۃ العربیۃ لا تجوز مخالفتہا ولا العدول عنہا الی غیرہا والناس فی ذلک بین محسن ماجور ومسیئ آثم او معذور فمن قدر
علی تصحیح کلام اللہ تعالی باللفظ الصحیح العربی الفصیح وعدل عنہ الی اللفظ الفاسد العجمی القبیح فانہ مقصر بلا شک وآثم بلا ریب
والمسیء کان لا یطاوعہ لسانہ او لا یجد من یرشدہ الی الصواب فان اللہ تعالی قال لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا لکن یجب علیہ
ان یجتہد جہدہ ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا انتہی ما فی مجالس الابرار للخجندی وفی کتاب التجنیس [illegible] من کان امیا ولم
یطاوعہ لسانہ علی تعلم القرآن ان کان یجتہد آناء اللیل واطراف النہار تجوز صلوتہ وفی اوان ترک الاجتہاد لا تجوز صلوتہ فعلی ہذا
کل من کان فی دار الاسلام وترک التعلم وبقی سنوات ان یصلی صلوۃ امی لا تجوز صلوتہ لان الامی انما تجوز صلوتہ
اذا بلغ وزال جنونہ او اسلم وتحمہ الوقت ولم یتمکن من التعلم واما اذا تمکن من التعلم ولم یتقید بہ فلا تجوز صلوتہ انتہی وکذا
فی قاضی خان قیل ان الرجل اذا کان لا یحسن بعض الحروف ینبغی لہ ان یجتہد ولا یعذر فی ذلک فان کان لا ینطلق لسانہ
بتلک الحروف ان وجد آیۃ لیس فیہا تلک الحروف وقرأہا فی صلوتہ تجوز عند الکل وان قرأ الآیۃ التی فیہا تلک الحروف تجوز
صلوتہ لکن لا یؤم غیرہ وکذا اذا کان الرجل لا یقف مواضع الوقف او کان یتنحنح عند القراءۃ لا یؤم غیرہ انتہی کذا فی احیاء العلوم

ہر ایک کو اُسکے خاص مخرج سے مع رعایت دیگر صفات کے حتی الوسع ادا کرنا ضرور ہے اور جو کوئی معذور ہو یعنے
ہر چند کہ کوشش و ریاضت مین کمی نہین کرتا مگر تب بھی اُس سے ادا نہین ہو سکتا سو اُس سے جو ہو سکے وہی کافی ہے
اور چونکہ ضاد کا کما حقہ ادا کرنا دقتی دشوار ہے اور امتیاز اسکا ظا سے بسبب تشارک اکثر صفات کے سخت مشکل ہے جیسا کہ
روایات آیندہ سے واضح ہوگا لہذا جو شخص اسکے کما ینبغی ادا کرنے سے عاجز ہو وہ اسکے عوض ظا پڑھ سکتا ہے اور وہ بھی
نہو سکے تو ذال معجمہ پڑھے اور دال مہملہ ہرگز نہ پڑھے کیونکہ ضاد اور دال مہملہ کو کچھ تشابہ اور تشارک آپس مین نہین ہے پس جو لوگ
یہ کہتے ہین کہ ضاد کو ظا سے بدلنا مطلقاً کسی کے حق مین جائز نہین یا جو لوگ مطلقاً جائز کہتے ہین معذور و غیر معذور و عمد
غیر عمد کا کچھ فرق نہین کرتے یہ دونون فریق راہ انصاف سے برطرف اور کتب شرع سے برخلاف چلتے ہین
اب ہم پہلے بالتفصیل وہ روایات ذکر کرتے ہین جنمین تاکید آئی ہے کہ ہر ہر حرف کو حتی المقدور کما ینبغی اُسکے مخرج
سے ادا کرنا چاہیے باوجود قدرت کے رعایت نکرنیوالا گنہگار بلکہ کافر ہے اور نماز اُسکی فاسد و امامت اُسکی ناجائز ہے

فصل تفسیر فتح العزیز مین قولہ تعالی ورتل القرآن ترتیلا کے متعلق لکھا ہے کہ ترتیل لغت روشن و واضح
خواندن را می گویند و در شرع چند چیز در خواندن قرآن ضرور است تا کمال ترتیل حاصل شود اول تصحیح حروف کہ بجای ضاد ظا
و بجای طا تا نہ بر آید انتہی اور اسی مین متعلق آیۂ وما ہو علی الغیب بضنین کے لکھا ہے و فرق درمیان ضاد و ظا بسیار مشکل
است اکثر خواندگان این دیار ہر دو را یکسان می بر آرند در مقام ظا ضاد میشود و در مقام ضاد ظا مخرج این ہر دو حرف
را جدا جدا شناختن قاری قرآن را ضرور است انتہی اور **قواعد القرآن** نہایات البیان مین لکھا ہے کہ ضاد دشوار
ترین حروف بر زبان ست باید کہ نیک رعایت کند تا شبیہ ظا و یا زا نشود انتہی اور رعایہ مین ہے و لا بد للقاری من التحفظ بلفظ الضاد
حیث وقعت الی ان قال و متی فرط فی ذلک اتی بلفظ الظاء او الذال یعنی قاری کو ضرور ہے کہ ضاد کو خوب سنبھال کر پڑھے جہان
کہین آوے اور جب کچھ قصور کریگا تو ظا یا ذال بن جاویگا اور اسی مین لکھا ہے فہو امر یقصر فیہ اکثر من رأیت من القراء و
الائمۃ یعنی ہمنے بہت قاریون اور اماموں کو دیکھا کہ ضاد کے سنبھالنے مین قصور کرتے ہین اور مجالس الابرار کی مجلس سادس
والعشرون مین بہت طویل بیان ہے جسکا خلاصہ منقول ہوتا ہے قال الاصفہانی ما لم یتواتر من القراءۃ الشاذۃ فحکمہا فی الصلوۃ حکم
کلام البشر و اذا لم یکن للشاذ فیہ حکم القرآن لم یجز قراءتہ فی الصلوۃ فما ظنک بالقراءۃ التی لیس من القراءات المتواترۃ
ولا من القراءۃ الشاذۃ بل ہی لحن محض ہل یکون لہ حکم القرآن و ہل یجوز قراءتہ فی الصلوۃ التی ہی فرض علی الناس
بعد الایمان و احد ارکانہا قراءۃ القرآن الذی انزل بافصح اللغات فلا بد ان یقرأ بافصح اللغات ولا یتحقق ذلک الا
بالتجوید فعلی ہذا یکون العمل بالتجوید فرضا لازما لانہ تعالی انزل القرآن بالتجوید حیث قال ورتلنہ ترتیلا والمراد بالترتیل التجوید

خطا ونسیان اس امت سے معاف ہین لیکن عمد معاف نہین ہی اور خطا ونسیان کے معاف ہونے کے بھی یہ معنی ہین کہ
عند اللہ یعنی احکام اخروی کے اعتبار سے محل مواخذہ نہین ہین نہ یہ کہ دنیوی احکام بھی اُنپر اصلًا مترتب نہین ہوتے دیکھو نماز یا
وضو وغسل وغیرہ مین اگر کوئی فرض یا واجب سہوًا چھوٹ جائے تو از سر نو پھر اُس عمل کا استیناف یعنی دوہرانا فرض یا واجب
ہوتا ہی یہانتک تو بیان ہوا روایات نقلیہ کا اب عقل سلیم سے پوچھو تو وہ بھی یہی حکم دیگی بچند وجوہ اول نازل
فرمانا حضرت شارع کا حروف تہجی کو جدا جدا کہ یہ دلیل روشن ہی اس امر کی کہ ہر ہر حرف مقصود بالقراۃ ہی اور کیون
نہو اختلاف فی اللفظ منجر بطرف اختلاف فی المعنی کے تو اگر اختلاف لفظی کا دائرہ بس وسیع کردیا جاوے تو الی مالا یتناہی
اختلاف معنی کا بھی کچھ ٹھکانا اور حد باقی نہ رہیگی پس بسا اوقات ایسا بھی ہوگا کہ اصل مطلب سے نہایت بعید یا صاف
الٹا مطلب نکلنے لگیگا کبھی وہ لفظ بالکل مہمل بے معنی ہوجاویگا اور یہ موجب فساد عظیم وسبب تبدیل وتحریف کا ہی اختلاف کی گنجایش
یہین تک رہجاتا ہی کہ اتفاق سے حاصل یہ دائرہ مختصر ہی آجکل قراءات سبعہ متواترہ معروفہ مین نہایت عشرہ تک
بس دوم مدون ہونا علوم صرف ونحو وقراءۃ ومعانی وغیرہ کا جنسے صحت جوہریت تلفظ کلمات کی شناخت ہوتی ہے
اور موجب ہین صیانت عن الخطاء فی اللفظ والمعنی کے کلام عرب خصوصًا کلام الٰہی مین اور تاکید فرمانا ائمہ دین کا تمیز مخارج ورعایت
صفات حروف بالخصوص حروف متشبہۃ الصوت کے بارے مین اتنا کچھ اہتمام مہمل وخالی از غرض صالح نہین کہ کیفما اتفق
بن کے صورت جو نکلے وہی صحیح ہی اگر ایسا ہوتا تو اتنے تکلفات وجانفشانیون کی کیا ضرورت تھی سوم ہمیشہ ذکر کرنا
فقہا کا اس مسئلے کو زلۃ القاری وخطاء فی القراءۃ کے باب مین یہ بھی قرینہ ہی اس بات کا کہ عمدًا مع القدرۃ مرتکب
ہونا تبدیل وتغییر حروف کا جائز نہین بلکہ بعض عبارات مین اسکی تصریح موجود ہی کما سیاتی چہارم طریق توسط واعتدال
جو اس امت کو عنایت ہوا ہی ہر ہر امر مین اسکا اقتضا بھی یہ ہی کہ امر دین مین نہ اسقدر تنگی وحرج ہو اور نہ یکبارگی
گنجایش وسیاق العنانی ہو۔ اگر کہو احادیث مسطورہ بالا سے تو بہت وسعت نکلتی ہی نیز امام رازی وامام غزالی
وامام اعظم رحمہم اللہ کی نسبت جو اوپر مذکور ہوا ہی اس سے بھی ایسا کچھ ظاہر ہوتا ہی تو ہم کہینگے کہ کیون نہین ہوسکتا
کہ وہان بھی وہی وسعت مراد ہو جسکا بیان ابھی ہوچکا یعنی وسعت محدود نہ وسعت غیر محدود اور جو اختلافات حضرت کے سامنے
پیش ہوئے ہونگے وہ سب اسی قبیل سے ہون کیونکہ کسی حدیث سے صریحًا نہین ثابت ہوتا کہ کوئی اختلاف ایسا بھی جو خارج
از دائرہ اعتدال مخل معنی مقصود تھا اور آپ نے اسکو مسلم رکھا بلکہ قول ابن شہاب کا جو روایت بخاری کی متعلق مذکور
ہوا ہی خود قرینہ اور مؤکد اس احتمال کا ہی علاوہ اسکے خود اسی بات کے غور کرنے سے کہ آپ نے اختلاف کو جائز بھی
رکھا اور اس سے منع بھی فرمایا یہ مطلب ثابت ہوسکتا ہی کیونکہ ایک شئے کو بعینہ کسیطرف حالت واحدہ مین امر ونہی

کے ربع اول میں ہے و یجتہد فی الفرق بین الضاد والظاء یعنی ضاد اور ظا کے فرق میں کوشش کرے اور قصیدۂ جزریہ میں ہے
شعر والضاد باستطالۃ و مخرج میز من الظاء وکلہا تجی یعنی ضاد کو دراز کر کے اسکے خاص مخرج سے ظا سے
جدا اور تشریح میں ہے فلیجتہد من قلیل الظاء رقلیل الی الریاضۃ یعنی ضاد کو ظا سے جدا پڑھنے سے شبہ ہو اور اسمیں محنت کرے
اور تقییدین میں ہے و تصحیح لفظ الضاد و تجویدہ مما لا بد للقاری منہ لاعتنی بعضہ ولکن لان الظاء شارک الضاد فی غیر الاستطالۃ
اشتد شبہہ بہ و عسر التمییز و احتاج القاری فی ذلک الی الریاضۃ یعنی ضاد کا صحیح پڑھنا قاری کو بہت ضرور ہے کیونکہ ظا اسکا
سب صفات میں شریک ہے سوا استطالت کے اور اسی وجہ سے اسکے سخت مشابہ ہے اور تمییز ایکدیگر دشوار ہے اور قاری کو
ریاضت کرنی پڑتی ہے اور رسالہ مقصود القاری میں ہے بدانکہ دانستن و خواندن قرآن بتجوید آن عبارت از دانستن مخارج
آن حروف فرض عین و لازم است بر ہر کسے کہ قرآن خواند زیرا کہ بتجوید نازل شدہ و ہمچنین از آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم و صحابہ و ائمہ ثقات بما رسیدہ پس تارک آن آثم باشد و ناخواندنش اولیٰ است از خواندن او چنانکہ در شرح مقدمہ
ابن جزری آوردہ اگرچہ فقہای عظام بسبب آنکہ نماز فرض عین است در زلت خطا کردن بعض جا از تجوید سعت کردہ نماز جائز
داشتہ اند اما بر ترک امامت ہمچنین کس فرمودہ اند معلوم است کہ معنی خطا و زلت فعلی ناشایستہ بلا اختیار از کسیکہ در امامت
باشد صادر شدن است نہ آنکہ چیزی را کہ نداند او را زلت گویند چنانچہ در وسیلۃ السعادۃ کہ یکی از کتب معتبرہ فقہ است آوردہ کہ
از ادای حروف و رعایت قواعد قرآن عاجز باشد بر وی لازم است کہ باقی عمر شب و روز در تعلم آن بکوشد والا نمازش جائز نیست
کما فی فتح القدیر لابن الہمام اور غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار میں ہے کہ شامی میں لکھا ہے کہ شارح یعنی صاحب درمختار کی
عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب مسائل میں عدم فساد پر فتویٰ بزازیہ سے منقول ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ بزازیہ میں صرف
اعراب کی غلطی میں اگرچہ معنی بھی بگڑ جائیں عدم فساد کا فتویٰ مذکور ہے اور باقی صورتوں میں صورت بگڑ جانے معنی کے تو اکثر
کے نزدیک فساد مذکور ہے جیسا کہ متقدمین کا قول ہے اور احتیاط اسی میں ہے انتہی اور محاسن العمل میں ہے مثلاً ص
ث ط ت ا ع ح ہ ز ذ ظ ض میں فرق سیکھنا بہت ضرور ہے ایضاً اسمیں ہے ز ذ ظ ض میں فرق یہ ہے کہ ز زبان د
کر پڑھی جاتی ہے کہ سیٹی کی سی آواز نکلے اور ذ آہستہ کہ سیٹی نہ نکلے اور ظ بھی پڑھی جاتی ہے اور ض زبان کے
بائیں کنارہ کو بائیں طرف کی ڈاڑھوں سے لگا کے انتہی اور مجموعہ فتاویٰ حضرت مولانا محمد عبدالحی لکھنوی میں ہے
پس لازم ہے کہ ضاد معجمہ اپنے مخرج سے کہ ممتاز ہے مخارج تمام حروف سے اخراج کیا جاوے انتہی ملخصاً اور بہت سی کتب
معتبرہ فقہ و قرات و تفسیر سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر قاری قرآن پر تصحیح حروف و تمیز مخارج فرض ہے عمداً بلا عذر
ترک کرنا اسکا موجب گناہ عظیم اور بعض مقامات میں مفسد صلوٰۃ بلکہ موجب لزوم کفر ہے نجانا اللہ منہا۔ ہر چند

عقیدہ نہایت فاسد ہی کما لایخفی ایسے پیشواؤن کی نسبت ایسا گمان کرنا کمال بے ادبی ہی بہر گاہ یہ سب بیان گوش گزار ہو چکا تو اب وہ روایات بھی سُن لینا چاہیین جن سے ثابت ہوتا ہی کہ ضاد اور ظا مین باہم سخت مشابہت ہی وا زبکہ بگرا امتیاز مشکل ہی اور ضاد کا کما ینبغی ادا کرنا باخصوص ہم ہندیون کے حق مین اکسیر احمر کا حکم رکھتا ہی اور باوجود کوشش کے جو شخص ضاد کے ادا پر کما حقہ قادر نہو سکے تو اُسکو ظا پڑھنا معاف اور نماز اُسکی صحیح ہی بخلاف ضاد اور دال کے کہ نہ ان دونون مین کچھہ مشابہت ہی اور نہ ایک دوسرے سے امتیاز دشوار ہی بلکہ اکثر صفات مین آپسمین مخالف ہین لہٰذا ضاد کی بدل دواد پڑھنا غیر صحیح اور مفسد صلوٰۃ ہی فصل واضح ہو کہ صرف و قراءت و تفسیر و فقہ کی اتنی کتابون سے یہ حکم نکلتا ہی کہ جنکا شمار و حصر دشوار ہی چنانچہ ستہ نمونہ از انجملہ چند کتب کے نام بعض رسائل سے نقل کرکے حاشیہ مین لکھہ لیے ہین جنکی تعداد تیس سے زائد ہی اور علماے محققین کے فتوی بھی اس باب مین بہت موجود ہین چونکہ بالتفصیل ہر ہر کتاب اور فتوی کی عبارات کا نقل کرنا اپنی فرصت اور اس مختصر کے دائرہ استطاعت سے خارج ہی لہذا حسب حاجت چند کتب و فتاوی کی عبارات کے نقل پر اکتفا کرتے ہین یقین کہ اہل انصاف کو اسی سے تشفی کامل حاصل ہو کر مطلق شک و شبہہ دل مین باقی نرہیگا رہا یہ کہ اگر مزید اطمینان کے لیے کسی کو زیادہ تحقیق مطلوب ہوگی تو وہ خود بقیہ کتب مذکورہ کے تتبع سے خاطر خواہ اطمینان حاصل کریگا اور ہم بنظر نفع عام و کمال توضیح و سہولت فہم عوام کے دو نقشے پے درپے کھینچکر ایک مین عبارات کتب اور دوسرے مین عبارات فتاوی مع خلاصہ ترجمہ اُردو کے درج کرتے ہین اور بعض عبارات کو بسبب عدم گنجایش کے کہین کہین حاشیہ مین بلا ترجمہ لکھدیا جاویگا۔ اور یہ بھی خیال کے قابل ہی کہ پہلی فصل مین جو جو روایتین گذری ہین اُن روایتون کی بعض عبارتین بھی اس فصل سے لگتی ہین یعنی جن بزرگون نے تصحیح مخارج و رعایت قواعد تجوید کے مقدمے مین سخت تاکید فرمائی ہی اُنھون ہی نے یہ بھی فرمایا ہی کہ معذور و عاجز قادر اس حکم مین داخل نہین ہی جیسا کہ مجالس الابرار و سراجیہ وغیرہ کی عبارات مسطورہ کے دیکھنے سے ارباب نظر پر پوشیدہ نرہیگا۔

دونون کسطرح متوجہ ہو سکتے ہین پس لا محالہ اختلاف کے دو معنی لینے پڑینگے ایک اختلاف یہود و نصاریٰ کا جو بقاعدہ وعید و موجب تحریف کلام الٰہی و باعث لعن و طعن یا کید مگر کا ہے وہ ممنوع اور موجب ہلاک ہے اور دوسرا اختلاف محدود و محصور سالم عن الافراط و التفریط و غیر موجب للتحریف جو بنابر رفع حرج و ضیق کے جائز رکھا گیا ہے وہ ماذون و مشروع و شعبۂ رحمت الٰہیہ ہے غیرہ تقریر جواب کی جو ذکر کی گئی جبکی تقریر یہ ہے اس فقیر کا تحقیق و کتابی جواب یہ ہے کہ سب احادیث محمول ہین ابتداے اسلام پر کہ اول امر مین واسطے رفع حرج و کمال تخفیف کے سات لغات تک سے پڑھنے کی رخصت دی گئی تھی لیکن اخیر مین حضرت عثمانؓ کی خلافت مین باجماع صحابہؓ صرف لغت قریش ہی پہ مدار رکھا گیا اور دیگر سب لغات کا اعتبار جاتا رہا جیساکہ بخاری مین بروایت انسؓ مروی ہے یعنی عثمانؓ نے باتفاق کبراے صحابہؓ اور سب لغتون کو دور کر کے فقط قریش کی لغت کو جسمین قرآن نازل ہوا تھا باقی رکھا اور چند عدد مصاحف نقل کرا کر ایک اپنے پاس مدینہ مین رکھا اور باقی جابجا بھیجدیے اور سابق جلد جو لغات سبعہ پر مشتمل تھی اسکو آگ مین جلا دیا اور حکم عام دیا گیا کہ من بعد سب اسی مصحف کے پابند رہین غرض قرآن پاک نازل بھی قریش کی لغت پر ہوا تھا پھر اخیر کو مقرر بھی اُسی لغت مین ٹھہرا فقط ابتدائی حالت مین برائے ضرورت سبعہ لغات کی رخصت ہوئی تھی پھر رفتہ رفتہ جب وہ ضرورت رفع ہو گئی بلکہ خوف فساد و اختلاف شدید کا پیدا ہو گیا تب پھر اُسی اصلی حالت پر رکھا گیا اور یہ واقعہ سنہ پچیس ۲۵ ہجری مین ہوا ہے کذا فی الاتقان وغیرہ من کتب الاحادیث والسیر اب قیامت تک یہی مصحف عثمانی جو مطابق رسم خط عثمانی کے خاص لغت قریش مین لکھا گیا ہے اور تمام دنیا مین متعارف و متواتر ہے واجب الاعتقاد و العمل رہگیا ہان بنابر تخفیف کے بجاے لغات مختلفہ کے قراءات مختلفہ معروفہ مقرر رکھے گئے ہین پس کوئی یہ خیال نکرے کہ لغات سبعہ کی رخصت باقی نرہنے سے تخفیف جاتی رہی کیونکہ تخفیف اب بھی موجود ہے اسی ایک لغت مین سات قاریون بلکہ دس تک کی اجازت دیگئی ہے جسکو جو قراءت سہل معلوم ہو وہ اُسکو اختیار کرے رہا تجویز فرمانا حضرت امام اعظمؒ کا قراءۃ فارسیہ کو سو اسکا جواب یہ ہے کہ امام صاحبؒ نے چند روز قبل وفات کے اُس قول سے رجوع فرمایا ہے جیساکہ اصول بزدوی مین مذکور ہے اور امام رازیؒ اور امام غزالیؒ ان بزرگون کا قول بھی ضرور اسی پر حمل کرنا چاہیے کہ نہایت مبالغہ کرنا تمیز مخارج و اخراج حروف مین ایسا کہ اصل مقصود سے بھی غفلت آجاوے اور جان مشقت مین پڑے کچھ ضرور نہین لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا چنانچہ بعض الفاظ انکی عبارات کے خود اسپر شاہد ہین نہ یہ کہ عمداً و دیدہ و دانستہ مع القدرۃ بھی کچھ مضائقہ نہیں جسکا جسطرح جی چاہے پڑہے حاشاہما عن ذلک یہ

قیلو کی نہیں تک پہونچ جاتی ہے جیسا کہ مصفی شرح موطا سے معلوم ہوتا ہے ۱۲ منہ

اور رسالۂ خلاصۃ التحریر جسمین فتویٰ مفتی سعد اللہ صاحب رامپوری کا ہے اُسکی بعینہ تحریر بشیر منقول ہو چکی ہے اُسپر بھی بہت علمار کے دستخط و مواہیر ہین اور ایک فتویٰ مولوی محمد حسن صاحب امروہوی کا ہے جسپر بیس علما کے دستخط اور مہرین ہین اُسکی نقل بھی ستہ ضرور یہین ہے اسمین لکھا ہے جسکا مختصر یہ ہے کہ تلفظ ضاد کا مثل دواد کے غلط محض ہے کسی کتاب معتبر قراءۃ اور فقہ و تفسیر مین صورت ضاد کی مشابہ دواد یا عین دواد نہین لکھی بلکہ یہی لکھا ہے کہ فرق درمیان ضاد او ظار کے بہت مشکل ہے اور فرق کرنا مشکل درمیان ونہی حرفون کے ہوتا ہے جنمین مشابہت زیادہ ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ صوت ضاد کی مشابہ ظار کے ہے نہ مشابہ دواد کا اور یہ کوئی عالم نہین کہتا کہ صوت ضاد کی عین ظار ہے پھر بعد نقل عبارات کتب فقہ و قراءۃ و تفسیر کے لکھا ہے کہ چونکہ صوت ضاد و دواد مین کچھ بہت مشابہت نہین ہے اس صورت مین اگر ضاد مثل دواد کے پڑھا جاوے تو نماز سب کے نزدیک فاسد ہوگی اور جب ثابت ہوا کہ درمیان صاد اور ظار کے فرق بہت مشکل اور بغیر مشقت اور محنت کے حاصل نہین ہوتا تو پھر جب ہی سبب اکثر فقہا کے ضاد کی جگہ ظار پڑھنے سے نماز درست ہوجاویگی تمام کتابین معتبر فقہ اور تفسیر کی یہی حکم فرماتی ہین اور جنکے نزدیک ضاد کو ظار پڑھنے سے نماز فاسد ہوگی تو دواد پڑھنے سے بطریق اولی فاسد ہوگی کیونکہ ضاد اور دواد مین تو کچھ مشابہت اور مناسبت نہین ہے بہرحال سب کے نزدیک لفظ ضاد مشابہ لفظ ظار کے ہے۔ آہ اُسی رسالہ مین ایک فتویٰ مولوی شیخ عبد اللہ صاحب مصنف تحفۃ السنۃ کا بھی اسی مضمون کا مذکور ہے اُسپر بائیس علمار کے دستخط و مواہیر ہین جو ذیل مین منقول ہین اور اُنھون نے اس مسئلے مین ایک مستقل رسالہ مسمے بہ اقتصاد فی الضاد بھی تالیف کیا ہے نہایت عمدگی اور تفصیل سے مع ایراد روایات وعبارات کتب فقہ و قراءۃ و تفسیر و تصریف کما ینبغی اس مطلب کو ثابت کیا ہے اور شکوک و اعتراضات کے جوابات شافیہ دیے ہین کہ کسی چون و چرا کی گنجائش باقی نہین رکھی کیا ممکن کہ سلیم الطبع اور منصف مزاج آدمی اُسے دیکھے اور اُسکا تردد نہ مٹے۔ خلاصہ فتویٰ یہ ہے واضح ہو کہ کتب تفاسیر اور فقہ اور قراءۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ ادا کرنا ضاد کا نہایت دشوار ہے اور اسیواسطے لوگ اسکے ادا کرنے مین مختلف ہوگئے ہین ایک طور پر ہمیشہ اتفاق نہین رہا اور بعضے عرب کی زبان بھی بسبب اختلاط عجم کے خراب ہوگئی ہے اور یہ حرف نہ عین ظا ہے نہ مانند دال کے ہے لیکن ظار سے بہت مانند اور دال سے بہت مخالف ہے ضاد اور ظا مین ایک ہی صفت کا اختلاف ہے ضاد مستطیل ہے اور ظار قصیر ہے اور ضاد اور دال مین سات صفتون کا اختلاف ہے ضاد رخوہ ہے اور دال شدیدہ ضاد مہموسہ ہے اور دال مقلقلہ ضاد مطبقہ ہے اور دال منفتحہ ضاد مستطیلہ ہے دال مستفلہ ضاد مفخمہ ہے دال مرققہ ضاد مستطیلہ ہے دال قصیرہ ضاد منفوضہ ہے دال غیر منفوضہ اور بسبب بہت مانند ہونے ضاد کے ظار کے علما نے ان دونون مین فرق کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسکے بعد آخر فتوی تک عبارتین کتابون کی مذکور ہین کتبہ فقیر محمد عبید اللہ

محمد سبحان علی	امید علی	سید احمد حسین	سید محمد نذیر حسین	محمد امین الدین	سید شریف حسین	محمد بدر الدین	محمد اسحاق بہاری
منصور الرحمن	محمد مختار احمد	حافظ عبد اللہ	احمد اللہ	قاضی القضاۃ حسین علی	محمد حسین قادری	محمد رحمت اللہ	محمد عبد الوہاب
			محمد عبد القادر	نذیر احمد			

... بالطاء المهملۃ ... لا یقدرون علی ... نحو ذلک وهم اکثر المغربیین وبعض العرب وهم من یخرجها لاما مفخمۃ وهم الزیالعۃ ومن ضاهاهم ... اور یہی مضمون ہے نشر اور شرح جزری وغیرہ مین ۱۲ منہ

کیونکہ ان دو لفظون سے کچھ معنی نہین ہین لیکن ضالین ظاء معجمہ یا دال مہملہ سے یعنی ظالین اور دالین غیر مفسد ہی بسبب
پائے جانے ان لفظون کے قرآن مین اور قریب ہونے معنی کی لیکن ظاہر یہ ہو کہ صاحب غنیہ سے اس مقام پر
عبارت فتاویٰ قاضیخان کی سمجھنے مین غلطی واقع ہوگئی ذال معجمہ کو مہملہ اور مہملہ کو معجمہ سمجھے سو حکم صاحب غنیہ کا عکس حکم قاضیخان
ہوگیا ہی۔ اور بنا بر مذہب اکثر مشائخ کے ظاء یا ذال کو ساتھ پڑھنے سے نماز نہ فاسد ہوگی بوجہ تعسر امتیاز در میان ضاد
معجمہ اور ظاء معجمہ اور ذال معجمہ کے بخلاف دال مہملہ کے کہ ا‌س مین اور ضاد معجمہ مین امتیاز مشقت نہین ہی اور ایسا ہی بنا بر
مذہب مختار کے عدم تعمد کی صورت مین جیسا کہ عبارت خزانۃ الروایات وغیرہ سے واضح ہی آگے جو شخص کہتا ہی کہ حرف
ضاد کو اگر بصورت ظاء یا زاء پڑھا تو مفسد ہی اور بصورت دال مفسد نہین ہی اسکا قول نہ موافق مختار اکثر مشائخ کی ہی کیونکہ
انکے نزدیک ظاء اور زاء سے نماز نہین فاسد ہوتی اور نہ موافق متقدمین کے ہی کیونکہ ان کی رای پر بھی ظاء و لا الظالین
مین مفسد نہین ہی جیسا کہ عبارت قاضیخان و غنیہ سے ظاہر ہی بلکہ موافق عبارت قاضیخان کی ذال معجمہ بھی لا الضالین
مین مفسد نہین البتہ دال مہملہ مفسد اور دلیل اس شخص کی بھی قابل التفات نہین کیونکہ تمام کتب فقہ وغیرہ مین مذکور ہی کہ
ضاد اور ظاء مین مشتبہ الصوت و متعسر الامتیاز ہین اور بنا بر اس قاعدہ متاخرین کے حرف ضاد جہان ہو اسکی بدلے
اگر ظاء پڑھ لیا جائے نماز نہ فاسد ہوگی اور یہ عبارت قاضیخان کی و لو قرأ غیر المغضوب بالظاء او بالذال تفسد
متفرع ہی طریقہ قدماء پر بلحاظ تغیر و عدم تغیر معنی کے نہ طریقہ مختار پر جیسا کہ صاحب غنیہ نے اسکی تصریح کردی
ہی اور یہی مسئلہ اور کتب مین بھی مذکور ہی کہین دال مہملہ کے جواز کا نشان مذکور نہین الا غنیہ مین جسکی توجیہ مذکور
ہوئی اور بطریق مذہب متاخرین دال مہملہ کے ساتھ جواز ممکن بھی نہین کیونکہ دال مہملہ اور ضاد معجمہ مین تعسر امتیاز
جو باعث جواز ہی نہین ہی اور یہ کہنا اس شخص کا کہ قراء عرب و عجم و لا الضالین کو دال مہملہ سے پڑھتے ہین غلط محض ہی
کیونکہ جسکو امتیاز مخرج ضاد اور دال مین نہین اور دونون مین امتیاز پر قدرت نہین رکھتا وہ قاری نہین اور علماء عرب اور
عجم بھی جو فن قراءۃ سے واقف ہین اور مسائل فقہیہ پر مطلع ہین وہ دال مہملہ نہین پڑھتے اور جو ایسے ہین انکا حکم عوام مین ہی انکا اعتبار
نہین غرض تمام ہوا ملخص عبارت مجموعہ فتاویٰ کا۔ اب بعد اس تفصیل مذکور کے گذارش ہی کہ دونون فریق متنازعین نے نظر تحقیق و انصاف

فقیر سعد الدین حنفی لاہوری یکم شہر ربیع الاول ۱۲۹۶ ہجری

اور حضرت مولانا محمد عبد الحی لکھنوی نور اللہ مضجعہٗ کا پورا مبسوط فتوی جو مشتمل بر دلائل و تطبیق عبارات کتب و دفع شبہات کے
ہے وہ آپکے مجموعہ فتاوی مطبوعہ مین موجود ہے یہان اُسکا ملخص ذکر کیا جاتا ہے اور کسی قدر عبارت اُسکی نقشہ دوم مین بھی
منقول ہو چکی ہے مخفی نہ رہے کہ در باب زلۃ قاری کے ساتھ ابدال ایک حرف کے دوسرے حرف کے ساتھ اختلاف متقدمین و متاخرین
مین واقع ہے متقدمین کی راے یہ ہے کہ اگر ایسا تغیر ہو جس سے بوجہ فساد معنی کے کفر لازم آتا ہے تو نماز فاسد ہو جاویگی اور
اگر ایسا تغیر نہو پس اگر بعد تغیر کے ایسی لفظ پڑھی کہ مثل اُسکا کہین کلام اللہ مین موجود نہو اور معنی اُس لفظ کا اصل لفظ
قرآن کے معنی سے بعید ہو جیسے عذاب کی جگہ عتاب پڑھنا تو بھی نماز فاسد ہو جاویگی اور ایسا ہی اگر اُس لفظ کے جو بعد تغیر کے
پیدا ہوتی ہے کچھ معنی نہون جیسے سرائر کی جگہ سرائل پڑھنا اور اگر مثل اُسکا قرآن مین موجود ہو اور معنی اُسکے بعید ہون لیکن یہ
تغیر فاحش نہون تو بھی نماز فاسد ہوگی امام ابو حنیفہؒ و محمدؒ کے نزدیک نہ ابو یوسفؒ کے نزدیک اور اگر مثل اُسکا قرآن مین
نہو لیکن معنی متغیر نہون جیسے قوامین کی جگہ قیامین پڑھنا اس صورت مین ابو یوسفؒ کے نزدیک نماز فاسد ہوگی نہ نزدیک
ابو حنیفہؒ و محمدؒ کے اور یہ تفصیل قدماء کے نزدیک ہر صورت تغیر مین ہے خواہ بوجہ اعراب کے ہو یا بوجہ ابدال حرف کے یا غیر ذلک
اور متاخرین کی راے یہ ہے کہ اگر تغیر بوجہ خطا فی الاعراب کے ہو نماز نہ فاسد ہوگی تغیر معنی ہو یا نہو اور اگر خطا تبدیل
حرف ہو پس اگر دونون حرف مین بغیر مشقت فصل و امتیاز ممکن ہے تو نماز فاسد ہوگی باتفاق متاخرین جیسے صالحات
کی جگہ طالحات اور اگر اُن دونون حرف مین بمشقت امتیاز ہوتی ہو جیسے ظاء معجمہ مکان ضاد معجمہ اور صاد مہملہ مکان سین مہملہ اور طاء مہملہ مکان
تاء پس بعض کے نزدیک اکثر متاخرین کے نماز فاسد نہوگی بعموم البلوی اور بعض متاخرین کے نزدیک اگر دونون حرف قریب المخرج مین تو فساد
نہوگا اور اگر نہین تو فساد ہوگا۔ اسکے بعد کتب معتبرہ یعنی غنیہ و فتاوی بزازیہ و رد المحتار و خزانۃ الروایات و خزانۃ المفتین
وغیرہ کی عبارتین مذکور ہین پھر لکھا ہے کہ ان عبارات سے یہ معلوم ہوا کہ مفتی بہ اور اکثر مشائخ کا قول یہ ہے کہ مدار فساد
و عدم فساد حصول تمیز بین الحرفین بمشقت و بلا مشقت ہے اور بعض کے نزدیک بتقدیر تغیر معنی کے صورت مشقت مین تعمد
موجب فساد ہے اور عدم تعمد عفو ہے اور بعض کے نزدیک اعتبار قرب مخرج و بعد مخرج کا ہے اگر تغیر قرب المخرج کے ساتھ ہوا
نماز نہ فاسد ہوگی ورنہ ہوگی اور بعض کے نزدیک اگر بلوی عام ہو نماز نہ فاسد ہوگی اگرچہ قرب مخرج و اتحاد مخرج نہو اور
معنی بھی متغیر ہو یہ سب اقوال متاخرین کے ہین ہرگاہ یہ ممہد ہوا پس سمجھنا چاہیے کہ وہ جو قاضیخان مین لکھا ہے کہ اگر
غیر المغضوب کو ظاء معجمہ یا ذال معجمہ سے پڑھیگا تو نماز فاسد ہوگی اور ضالین کو ذالین پڑھنے سے نہ فاسد ہوگی اور دالین
پڑھنے سے فاسد ہوگی یہ بنا بر قول متقدمین کے ہے اور ایسا ہی غنیہ مین بھی جو لکھا ہے کہ مغضوب کو ظاء اور ذال سے پڑھنا مفسد صلوۃ ہے

حاصل ہونے کمال ترتیل کے ہر نفس جواز اُسپر موقوف نہین ہی اگر نہو سکے تو بھی روا ہی ۔ دہم ۔ اس باب مین ہر
شخص پر اُسکے مقدور کے مطابق کوشش شرط ہی اگر باوجود کوشش کے بھی صحیح نہ پڑھ سکے تو وہ معذور ہی ۔ لا یکلف اللہ
نفسا الا وسعہا ۔ یازدہم ۔ جیسا کہ ث ۔ س ۔ ص یا ت ط مین فرق نکر سکنے یا اچانک ایک کی جگہ دوسرا منہ سے
نکل جانے سے نماز نہین فاسد ہوتی ویسا ہی ض ظ ذ ز مین بھی فرق نکر سکنے یا بلا قصد ایک کی جگہ دوسرا نکل جانے سے نماز نہین
فاسد ہوتی ۔ دوازدہم ۔ ض جس جگہ واقع ہو اُسکے عوض ظ پڑھی جا سکتی ہی بنا بر مذہب مختار اور مطابق قول
اکثر متاخرین کے اور دال کسیطرح نہین پڑھی جا سکتی نہ بنا بر قواعد متاخرین کے نہ متقدمین کے بلکہ مفسد صلوٰۃ ہی
سیزدہم ۔ ہر چند ظار اور ذال یا زار کا پڑھنا بھی اصل کی نظر سے غلط ہی لیکن چونکہ یہ غلطی خفیف ہی اور کمال
مشابہت کی وجہ سے اس سے بچنا محال ہی لہذا معذور کے حق مین اسکو جائز رکھا گیا بخلاف دال وغیرہ کی کہ وہ فاحش غلطی
ہی اور اس سے بچنا سہل ہی پس وہ اس حکم مین داخل نہوگی ۔ چہاردہم ۔ ض اور ظ کے باہم تبدیل کے جواز و عدم
جواز مین اگرچہ روایات فقہیہ مختلف ہین اور مختار و مفتی بہ جواز ہی کما عرفت لیکن دال کی عدم جواز مین کسی کا خلاف
نہین تمام کتب و تمام علماء سلف و خلف کا اتفاقی حکم ہی کہ لا یجوز ۔ پانزدہم ۔ آجکل جو عموماً ہندوستان و پنجاب
وغیرہ مین غیر تار و معربا ضالین کو دوالین اور مغضوب کو مغدوب پڑھنے کا چرچا پھیلا ہوا ہی بلکہ چند لوگ شیعہ سے
دیکھا دیکھی اور سُنا سُنی یہ رواج چلا آتا ہی غلط عام اور سراسر بے اصل ہی کیونکہ جمیع کتب اور عمل علماء معتبرین کے خلاف ہی
شانزدہم ۔ اکثر عوام بلکہ بعض خواص کالعوام کا یہ مقولہ کہ مغضوب اور ظالین پڑھنا شیعہ اور لا مذہب لوگون کا
خاص شیوہ ہی ہمکو نچاہیئے پڑھنا بالکل جاہلانہ اور متعصبانہ کلام ہی ۔ اول اس لیئے کہ مرد مسلمان کو طالب اور عامل
حق کا ہونا لازم ہی بہرحال ہین مخالفین کی ضد سے حق بات کو نہ چھوڑ بیٹھنا چاہیئے ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا
تعدلوا ۔ شیعہ اور لا مذہب لوگ نماز روزہ حج زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہین تو یہ بھی خاص انہی کا شیوہ ہوگیا ۔ دوم اسلیئے
کہ خود اپنی کتابون اور اماموں کے قول و عمل کو جنکی تقلید کا دعوی رکھتے ہو کیون نہین دیکھتے ہو انکو ناحق ایسا
شیعہ اور لا مذہب بنانا ہی ۔ ہفدہم ۔ تجوید قرارت کی اگرچہ اُستاد کے سامنے مشق کرنے اور اُسکی زبان سے
زبان ملاکر عمل کرنے سے جیسی حاصل ہوتی ہی ویسی نفس کتاب دانی اور عالم ہونے سے نہین حاصل ہوسکتی یہ مقرر
و مسلم امر ہی مگر چونکہ سلسلہ استاذی شاگردی کا بہت دراز ہوگیا اُسوقت سے آجتک کتنے اُستاد بیچ مین گذر گئے
اُستاذی قرارت بہت متغیر ہوگئی عرب کی اصل زبان عجمی زبانون سے خلط ہوگئی اس زمانے مین کامل استاذ
اور مستند قاری کا ملنا اکسیر کی طرح عزیز الوجود بلکہ عنقا کے مانند مفقود ہو رہا ہی لہذا استاذی سند کا اب اعتماد

اس کتاب کی دونوں فصلوں کے مضامین مندرجہ متن و حواشی کو غور سے ملاحظہ کریں اور معلوم کریں کہ جمیع
روایات و عبارات کتب معتبرہ و اقاویل و مختاریہ علمائے محققین اہل ان دین متین سے کیا ظاہر ہوتا ہے بس یہی فیصلہ ہے قصہ
غیظ و غضب اپنے اپنے طور و طریق کی پاسداری چھوڑ کر باہم متفق ہو جائیں آپ بھی حق اختیار کریں اور دوسروں کو
بھی راہ حق کی ہدایت کریں فقیر کی ناقص نظر میں عبارات منقولہ بالا سے جو باتیں متخرج ہوتی ہیں وہ یہ ہیں اوّل ہر حرف
کو اسکے مخرج سے مع رعایت صفات ادا کرنا ضرور ہے خصوصاً حروف متشابہ الصوت مثل ث و س و ص اور ت و ط وغیرہ
میں بہ نسبت دیگر حروف کے زیادہ تاکید آئی ہے کہ باہم ملتبس نہ ہو جاویں۔ دوم ض و ظ و ذال و زا بھی باہدیگر متشابہ
الصوت اور سننے میں ایک سے ہیں اگرچہ بہ نسبت ذال و زا کے ظا کی مشابہت اور مشارکت فی الصفات ضاد کے ساتھ
زیادہ ہے لہذا یہاں اور بھی زیادہ تاکید وارد ہے کہ آپس میں مل نجاویں سوم عمداً جو صحیح پڑھ سکتا ہو بجائے ایک
حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا حرام و مفسد صلوٰۃ بلکہ موجب خوف کفر ہے چہارم۔ ضاد کے برابر اور کوئی حرف زبان پر
دشوار اور متعسر التلفظ نہیں پنجم ضاد اور ظا میں صرف مخرج اور ایک صفت یعنی استطالت کا فرق ہے کہ ضاد مستطیل
یعنی دراز ہے اور ظا قصیر یعنی کوتاہ اور تمام صفات کا اشتراک ہے اگرچہ ضاد کی صفات بہ نسبت صفات ظا کے قوی
ہیں اور وہ جملہ سات صفتیں ہیں رخاوۃ سکونی اطباق استعلا تفخیم نفخ تفشی اور ذال ان سب صفات
میں ضاد کے خلاف ہے ششم۔ اگر قاری ضاد کو کامل طور پر حسب قاعدہ ادا کریگا تو بانفراد اس وقت
سننے میں صوت اسکی ہوگی مانند صوت ظا کے اور وہی اصل ضاد ہے لیکن یہ بڑے مشاق اور ماہر قاری کا کام
ہے اور جب کسی قدر قصور کریگا تب ہو جاویگی صوت اسکی بین بین یعنی صوت ضاد اور صوت ظا کے بیچ بیچ اور دال
ضعیف ضاد کہلاتا ہے اور اسیطرح کچھ اور قصور واقع ہونے سے صوت اسکی بعینہ صوت ظا کی ہوگی وعلیٰ حسب
مراتب القصور ذال پھر زا تک پہونچیگی پھر کبھی دال یا اور کسی حرف کی صوت سے کبھی نکلیگی ہفتم۔ ضاد اور ظا میں فرق
کرنا ایسا مشکل ہے کہ قاریوں کو انہیں بہت ریاضت اور محنت کرنی پڑتی ہے مگر مشق آدمی کو میسر نہیں ہوتا ہشتم
جب کہ ضاد کا تلفظ بہت دشوار تھا اسوجہ سے اسکے بولنے میں زبانیں مختلف ہو گئیں اور اچھا پڑھنے والا تو بہت
ہی کم بلکہ فی زماننا گویا نہیں کا حکم رکھتے ہیں پس بعضے لوگ ضاد کو ظا پڑھتے ہیں اور بعضے دال بعضے ذال بعضے
ذال سے ملا کر بعضے طا سے ملا کر بعضے لام پُر اور بعضے زا کی مانند سے بعضے ظا کی ملونے سے یعنی ضاد اور ظا کے
بیچ بیچ اور اکثر افغان ملک نجر میں وغیرہ کے ضاد کو غاد پڑھتے ہیں ولا الغالین و لا الغدولین ہکذا الی ما شاء اللہ
مگر سوائے ظا اور ذال و زا کے سب ساقط الاعتبار اور غلط ہیں نہم۔ کی حقہ ہر حرف کو بقاعدہ تجوید ادا کرنا واسطے

موٹا سا دال پڑھکر اسکو ٹھیک ضاد سمجھ لینا بالکل بے اصل بات ہے اول اس لیے کہ تمام کتابین یہی کہرہی ہین کہ ضاد کا ٹھیک ادا کرنا نہایت دشوار ہے پس اگر موٹا دال ہی ٹھیک ضاد ہے تو کچھہ دشوار نہین چھوٹے بچے بھی بلا مشقت پڑھ سکتے ہین اور دوم اس لیے کہ یہی سب قراۃ وغیرہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ ضاد کی آواز مین نرمی اور درازی اور تفشی ہے اور پڑھتے وقت پھونک سی نکلتی ہے اور سننے مین ظا کے مشابہ ہے سو خود انصاف سے کہنا چاہیئے کہ یہ بات موٹے دال مین کہان ہے ولیکن ہذا آخر المرام فی ہذا المقام والعلم عند الملک العزیز العلام وانا المسکین الضعیف محمد عبد اللطیف الفنجابی الہزاروی الحنفی الچشتی ثبتنی اللہ مادمت حیا علی دینہ الاسلام ونجانی وخلانی عن موجبات الجہل وظلمات الشکوک والاوہام قد فرغت منہ بکرۃ الاحد الثامن والعشرین من ذی الحجۃ الشہر الحرام السابعۃ من العشرۃ الثانیۃ من المائۃ الرابعۃ بعد الالف من ہجرۃ خیر الانام علیہ الف الف تحیۃ و سلام فی قریۃ گگنبہ من مضافات ننکفور صانہا اللہ من الآفات والعاہات مادامت اللیالی والایام

منظوم للمؤلف

بفضل خالق اعلیٰ و اجل | ہوا پورا یہ میرا قول فیصل
اسی کے فضل سے امید ہے اب | کہ دیکھیں اسکو ملکر مسلمین سب

تعصب ولیکن صاف ہوکر | بہر طالب انصاف ہوکر
یقین ہے سب کی ہوگی تشفی | نہ ہیگا شک دلین کچھ بھی باقی

کہ حق اتنا نہین ہے جہانتک | تردد کا نہین چھوڑا نشان تک
یہ ترتیب کہ میاں بد و شاید | یہ ترکیبیں کہ زنگ دل دا یہ

ہون کچھ مقدور یان جی مصروف | عیان اُس پہ بیان اُس کی سب حروف
صلہ اسکا نہین چہتا ہون للہ | کسی سے انما اجری علی اللہ

یہ تحسین ستایش کا ہو آخر یہاں | نہ تشنیع خلائق سے ہراسان
کوئی دشمن کہے یا دوست جانے | کرے تسلیم یا ضد سے نمانے

مجھے پروا نہین مطلق کسی کی | نہ خاطر ہے یہان ناحق کسی کی
طرفداری سے کیا حق سے غرض ہے | تعصب کا نہ باطن مین مرض ہے

ہمین ہردم صلاح کل ہے مقصود | تہ دل سے فلاح کل ہے مقصود
محبو کر چکا مین جانفشانی | تمھارا کام ہے اب قدردانی

ذرا سا دیدۂ حق بین کو واکر | درون کبر و نخوت کو مٹا کر
ادھر دیکھو کہ کیا طرفہ بیان ہے | نہ طرفہ بلکہ کیا تحفہ بیان ہے

بھلا کچھ جانتے بھی ہو کہ کیا ہے | تمھاری کشمکش کا فیصلہ ہے
چلو اسپر کرو سب اسکو منظور | رہو افراط اور تفریط سے دور

نہ خالی خشک مضمونکا ہے دفتر | کہ عقل و نقل دو شاہد ہین اسپر
روایت یا درایت جو ہے جسکے | پسند طبع ہو اسکو وہ دیکھے

نہین، ہمارا اعتماد کتابون ہی پر رہ گیا ہو جس استاذ کی قرات کتاب سے موافقت کرے اسکو صحیح سمجھا
ناموافق کو غلط الغرض تھا را ہمارا استاذ یہی کتابین ہین اُن ہی کو دیکھو اور از خود مشق کرو جہانتک اسکو صحیح
شرح فقہ اکبر مین امام فضلی کا قول بجواب سائل محیط سے منقول ہو کہ ضاد کی جگہ ذا عمداً پڑھنے والے کی امامت
جائز نہین اور اگر عمداً ایسا پڑھے تو کافر ہو اسی طرح بعض مسائل ہند نے غیر ذمہ داری مین منقول ہو اور موجب
اشتباہ عوام ناقص الافہام کا ہوا ہو اسکا مطلب یہ نہین جو سمجھے ہین ورنہ تمام کتب ائمہ سلف کے بلکہ مطلب جا
اور معاذ اللہ کفر کی نوبت بھی بہت دور تک پہونچے گی بلکہ مطلب اسکا یہ ہو کہ ظا پڑھنے والا چونکہ معذور
اور معذور کی امامت غیر معذور کے لیے جائز نہین لہذا وہ ضاد صحیح پڑھ سکنے والے کا امام نہین ہوسکتا اور
مقتدی بھی اُسی قسم کا ہو جیسا کہ آجکل کا حال ہو تب بیشک اُسکی امامت درست ہوسکتی ہو
اور عمداً ظا پڑھنے والے کو اسلیے کافر کہا کہ باوجود قدرت صحیح پڑھنے کے صحیح نہ پڑھنا استہزا اور مسخر کرنا
کلام الٰہی سے اور یہ بیشک کفر ہو یہ نہین سمجھتے کہ ہرگاہ ظا پڑھنا عمداً موجب کفر ٹھہرا باوجودیکہ ان اور ظا مین قرب
مخرج اور تشارک صفات وا زیکدیگر تمایز دشوار ہو تو دال پڑھنا تو بطریق اولی موجب کفر ہوسکتا ہو کہ ضاد
اور دال مین نہ قرب مخرج ہو نہ تشارک ہو نہ ایک دوسرے سے امتیاز مشکل ہو غالباً اسی وجہ سے سائل نے
دال کا مسئلہ پوچھا ہی نہین کہ ظاہر تھا اور نہ امام فضلی ضرور اُسکے جواب مین بھی کافر بلکہ اکفر کا حکم فرماتے اگر
غور سے دیکھو تو خود یہین سے پتا ملتا ہو کہ فی الجملہ ظا پڑھنے کا چرچا اُس وقت مین بھی تھا اور قابل سوال
بھی تھا اسلیے سائل نے اسکا مسئلہ تو پوچھا اور دال کا کچھ سوال نہ کیا اسلیے کہ اسکا چرچا اُسوقت نہ تھا
پس معلوم ہوا کہ یہ رواج سراسر بے بنیاد اور نیا نکالا ہوا ہو یا اگر تھا بھی تو ایسا ساقط الاعتبار تھا کہ سائل نے
اسکا سوال کرنا فضول و نامناسب سمجھکر چھوڑ دیا وعلی کل تقدیر امام فضلی کا کلام دالخوانون کے حق مین غیر مفید بلکہ مضر
واقع ہو پس اسکو اُنکے مدعا کا مؤید جاننا نہایت کم فہمی ہو وتسلیماً کہ امام فضلی رح کے نزدیک ظا پڑھنا
مطلقاً منع ہو تب اس سے کیا نکلا نہایت یہی کہ ظا پڑھنا غلط ہو لیکن دال کا جواز تو پھر بھی مخفی رہگیا بلکہ
اشارۃً عدم جواز ہی سمجھا جاتا ہو کیا ذکر نہ کرنا حالانکہ ظا کا جواز تو اور بہت طرح سے ثابت ہو جیسا کہ سابق
واضح ہوچکا ہو اور دال کے جواز کا تو کوئی قائل نہین نہ امام فضلی ورنہ اور کوئی پس تا وقتیکہ دال خوان اپنے
مدعا کو کسی صریح معتبر دلیل سے ثابت نہ کر دے سکین صرف خشک دعوی اُنکا اور محض رواج عام کی تقلید پر
اڑے رہنا اصلاً قابل اعتبار نہین ہوسکتا اور یہ زعم اُنکا کہ ہم دال نہین پڑھتے ٹھیک ضاد ہی پڑھتے ہین یعنی

اگر باہمہ زنگار دل کا
بزرگوں چھوڑ دامن جدل کا
کچھ اُس اللہ کی رحمت تو دیکھو
عجب ہے وہاں سمجھیا کیا خوان نعمت
تمہانے خوانچوں و کشکا کا لے
غرض جو بولنا ہووے تو بولے
اگر ہی بھر کے ہے بحث تکرار
کسی بھر ہی کیا ہے گفتگو کا
سخن کر مختصر بکھدے قلم کو
پذیرہ ہو کہ از اہل یقین ہست
سمایا جمیں ہو جہل مرکب

نہ چھوٹے اور نہ نکلے غبار دل کا
بیہودوں و رضا ہی کی عمل کو
رسول اللہ کی شفقت تو دیکھو
ملی ہے تیرے یہ کفران نعمت
کیوں اسکو نکالے کیا نکالے
زبان کو کھولنا ہووے تو کھولے
نماتیں گے مگر ہم صرف انکا
یہاں نعرہ ہی اب لکن تعلق کا
یہاں سے مت بڑھا آگے قدم کو
کلام حق ہُدی للمتقین ہست
خودی سے ظرف جسکا لبالب

مقام حیف ہے او ہائے افسوس
ہلاک مسودی ہے یہ جھگڑنا
خدا پاک کی بخشش تو دیکھو
ادب اور بھی اک ہے گذارش
کرے مافی الضمیر اپنا عیاں وہ
اجازت ہو اسے ہر طرح حاصل
گذا ہے شاہد اپنے مدعا پر
لطیفا ہو چکا اتمام حجت
جسے کچھ عقل و دینداری سے ہے
مطیع النفس کب ہوتا ہے قائل
کبھی الیسون کا جاتا ہے حکم

یہی کہنا پڑیگا ہائے افسوس
قرآن میں اختلاف اپنی بنا
شہ لولاک کی کوشش تو دیکھو
کرو منکر جو بادو ملین خاک
جتا دو شوق سے جو جی چاہے
سبھے خواہ مدعی یا ہووے سائل
وگرنہ بس یہی کہدو بکا کر
کیا تو نے ادا حق نصیحت
خود اسکے واسطے آتا ہی جن
ہزاروں کیوں نہ کھلاؤ دلائل
فذرہم کیف ما کانوا زرہم

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ الذی نزل الفرقان لیکون فاصلا بین الحق والباطل وانعم علینا بمواہبہ السابغۃ الباطل والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد نالذی بین الحرام والحلال وفصل الہدایۃ والضلال وعلی آلہ واصحابہ الذین فازوا بمدارج التحقیق وسلکوا مسالک التدقیق اما بعد مخفی نرہے کہ اس زمانہ خیر و برکت میں کتاب لاجواب ارشاد فی مسئلۃ الضاد تالیف منیف جناب مولانا مولوی محمد عبد اللطیف صاحب جو طالبین راہ ہدایت کو کحل البصر اور گم گشتگان بادیہ ضلالت کو حق نما ہے ہے باہتمام تام حاجی عبد القیوم مالک مطبع قیومی ابن جناب حاجی محمد یعقوب صاحب مرحوم و مغفور بماہ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم مطابق اگست ۱۹۰۵ء عیسوی مطبع قیومی کانپور ٹپکاپور میں طبع ہو کر ہدیہ
ناظرین والاتمکین ہوئی